



مدنی شیخ کی مجلس میں

مرتبہ

سمیع الحق



☆ فرمایا اللہ تعالیٰ کی شان ہے، جس طرح جاہیں مظاہرہ قدسیت فرمادیں، فرمایا کہ یہ دنیا فانی ہے، حیات مستعار ہے۔ چند لمحات ہیں، کوئی بھروسہ نہیں، موت سر پر کھڑی ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے، وہ اپنے بندوں کی پاکی چاہتے ہیں کہ میرے بندے پاک ہو کر میرے پاس آئیں، جنت میں پاک لوگ بائیں گے، آپ لوگ حج زیارت کرنے اس غرض سے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پچھلے گناہ معاف کر دے اور آئندہ پاک صاف رہیں، تو یہ باطن کا غسل ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ (گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس سے کوئی گناہ سرزد ہی نہیں ہوا۔) جس طرح بدن سے میل کھیل کی صفائی صابن پانی سے ہوتی ہے، ایسے ہی دل کی صفائی توبہ (الی اللہ) سے ہوتی ہے، ان تمام طرق اور صحبت اہل اللہ اور ارشاد و تلقین کا مقصد یہی ہے کہ شریعت پر عمل اور اخلاص نصیب ہو، نہ اڑنا مقصد ہے، نہ اڑنا، نہ سمندروں کے اوپر تیرنا۔ یہ چیزیں تو سمریم بھی کھاتا ہے، کڑا بھی ہوا میں اڑتا ہے، اسے کوئی بھی ولی قطب یا غوث نہیں کہتا۔ اللہ تعالیٰ نے قدرت سے ہوا کو ان کے لئے مسخر کر دیا ہے۔ مچھلیاں بھی سمند میں تیرتی ہیں، اگر آدمی بھی ایسا کرنے لگے تو کیا کمال؟ بھینس، خچر بھی سمند میں تیرتے ہیں، خدا نے ان کو تیرنا سکھا دیا ہے۔ ”سمندر“ نام کا ایک پرندہ ہے جو آگ کھاتا ہے۔ تفسیر جلالین کے حاشیہ جمل میں اس کا ذکر ہے۔

☆ مقصد زندگی تین چیزیں ہیں۔ ۱۔ ذکر حق ۲۔ فکر حق ۳۔ رضاء حق۔ ذکر حق زبان سے، فکر حق دل سے، اور ان دونوں کا مقصد بھی رضاء حق ہے، ذکر و فکر حق سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ عجیب نعمت ہے یہ صحبت اور سلوک، کوئی ماننے نہ ماننے کو ڈٹوں لوگ اس راہ سے اپنے مقصد تک پہنچ گئے ہیں۔

★ مدینہ طیبہ کی مٹی بھی ایماندار ہے، اور ٹیوں کی طرح نہیں، کیوں نہ ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نور مجسم چودہ سو برس سے اس میں آرام فرما ہیں، تو ذات شریف کی برکت اس زمین کے رگ وریشہ میں جاری ساری ہے، اعتقاد اور ادب کی ضرورت ہے۔

★ فرمایا اگر توسل (کسی کو وسیلہ بنانا) شرک ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں کیا۔؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اولیاء و انبیاء سے ثابت ہے۔ ترمذی شریف کی روایت میں ہے: دکان رسول اللہ یستفتح بصعالت المہاجرین۔ (ای فقراء المہاجرین) — (حضور اقدس مکین اور فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے)۔ ایسے موقع پر حکم مبدأ اشتقاق کی وجہ سے لگتا ہے، تو صفۃ فقر و ہجرت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر توسل کیا جب اعلیٰ ذات نے ادنیٰ پر توسل کیا تو بطریق اولیٰ اعلیٰ پر توسل کر سکیں گے، اگر حیات میں اعمال صالحہ پر توسل ہو سکتا ہے تو کیا بعد از وفات اعمال صالحہ فنا ہو جاتے ہیں۔ اگر حیات مبارک میں توسل توحید ہے تو بعد میں کس طرح وہ شرک بن جائے گا، دراصل یہ لوگ تصوف کے منکر ہیں۔ اگر تصوف کے جواز کے قائل ہوں تو توسل کا قائل ہونا پڑے گا۔ یہ شجرات صوفیہ بجرمہ فلال وغیرہ الفاظ اسی توسل پر مبنی ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا ہم زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر توسل کرتے تھے۔ اب ان کے چچا حضرت عباسؓ پر توسل کرتے ہیں، چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بعد از وفات بھی توسل کرنا شائع اور ذائع تھا، اور معلوم معروف تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے اس طرف توجہ دلائی کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت کی وجہ سے ان کے علم محترم پر بھی توسل کر سکتے ہیں، نہ یہ کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قابل توسل نہیں رہے۔ اللہ تعالیٰ حضورؐ کی سنت پر چلنے کی توفیق دے، اگر قول و فعل، عمل عبادات و معاملات سب سنت کے مطابق ہو جائیں تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ باقی سب جھگڑے افراط و تفریط کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

★ راقم کے ہاتھ میں حضرت تھانویؒ کی مناجات مقبول دیکھ کر فرمایا: حضرت تھانویؒ شیخ وقت تھے، غزالی وقت تھے، خدا نے علم بھی دیا، انہم دیا، دین کی خدمت کی تالیف و عطا اور تقریر۔ ہر حیثیت سے خدا نے انہیں بڑا موقع دیا، بڑے کامل شخص تھے۔ میں نے تین وعظ حضرت کے سنے، شاہ گل والی مسجد (دہلی) میں یہ بات کہی کہ مجھ کوچھ سناتا ہوں، رنج نہ کرو، اول مخاطب میرا نفس ہوتا ہے، اور تم ثانیاً ہوتے ہو۔ اگر زبان پر سخت لفظ آجائے تو ناراض نہ ہوں۔ اس زمانہ میں جب تک انسان عند الناس زندیق نہیں بنتا ہے، عند اللہ صدیق نہیں بنتا۔ یہ جملے مجھے ان کے یاد ہیں۔ مدرسہ عبدالرب والے دو وعظوں کے بعد © rasailojaraid.com تھے، اللہ والے

اور اپنے وقت کے امام تھے، علماء کے مشارب کے اختلاف میں ہیں لب کشائی کا کوئی حق نہیں، صحابہؓ کا بھی سیاست میں اختلاف ہوا۔ مولانا تھانوی کے وقت مسئلہ خلافت بھی اجتہادی مسئلہ تھا، حضرت تھانویؒ اس کے حق میں نہ تھے، تو اور مدت میں اس وقت مشغول تھے۔ ہمارا حسن ظن ہے سب کے بارہ میں تحریک شیخ الہندؒ کی تھی، ان کے اتباع بھی مجبور تھے اور اخلاص پر ان کے سامعی مبنی تھے۔

★ فرمایا: ہرزادہ اور فقیر کے لئے تین باتیں چاہئیں۔ اسنادات کا البحر (سمندر حبیبی سخاوت)

۲۔ تواضع کا الارض (زمین حبیبی عاجزی) جو بھی پھینکو برداشت کرے گی۔ ۳۔ شفقت کا اشمس، جو عام ہوا آفتاب کی طرح۔

★ حضرت گلگوہیؒ مرحوم کا واقعہ ہے کہ کسی نے محبت کا تعزید مانگا، انکار کیا مگر وہ نہ مانا۔ تو ایک پرزہ میں یہ تحریر فرمادیا کہ ”یا اللہ میں جانتا نہیں یہ ماننا نہیں یہ تمہارا بندہ ہے، تم جانو اور یہ جانے“ غرض تفریض الی اللہ (اللہ کو سپرد کیا) سب سے بڑا تعزید ہے، امام شعرانیؒ نے لکھا ہے کہ میرا ایک بڑا تھا، وہ پڑھتا نہ تھا، مجبور ہو کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں نے عبدالرحمنؒ کو تیرے سپرد کیا، تم جانو اور یہ جانے۔ تفریض کا نتیجہ نکلا کہ وہ پڑھنے لگا، اور پھر اسے دلوں میں علمی نکات اور معارف اس کی زبان پر جاری ہوئے، تو انہوں نے تجربہ لکھا ہے کہ جو کام کرنا ہو اسے خدا کے سپرد کر دیا کرو، تو میرا بھی طریقہ ہے کہ کچھ نہیں کر سکتا تو خدا کے سپرد کرنے لگتا ہوں۔

★ حضرت عاتق رحمہ نے فرمایا کہ چند باتوں پر عمل عزوی ہے۔ اہر ایک کے ساتھ احسان کرو، اور احسان کی امید کسی سے نہ رکھو۔ ۲۔ کسی کو اذیت نہ پہنچاؤ، اور اگر تمہیں کوئی پہنچائے تو صبر سے کام لیتے رہو۔

★ فرمایا: علم دین اساس اور بنیاد ہے صفتہ اللہ (اللہ کی صفت) ہے۔ میراث انبیاء، مشعل راہ اور روح کی غذا ہے، حق و باطل کی تمیز اس کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ ورنہ غلط آدمی بسا اوقات غلط راستہ پر لگا دے گا۔ صحیح طریقت اور سلوک وہ ہے جو کہ شریعت کے میزان پر پورا اترے، مثلاً اب اذان کے وقت کھڑے رہنا سنت سننا، بعض لوگ انگوٹھا پوسنتے ہیں، نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سننا اور انگوٹھا اپنا چوما تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا احترام و تعظیم ہوا، خدا کے بندو! یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھا تو نہیں، ایسی محبت غلط ہے۔ یہ ناک اور پیشانی بھی شیخ کے ہاتھ پر لگانا سخت غلط ہے۔